داستاں گو آیا ہے

مصنف: رتن سنگھ
مصور: فخر الدین

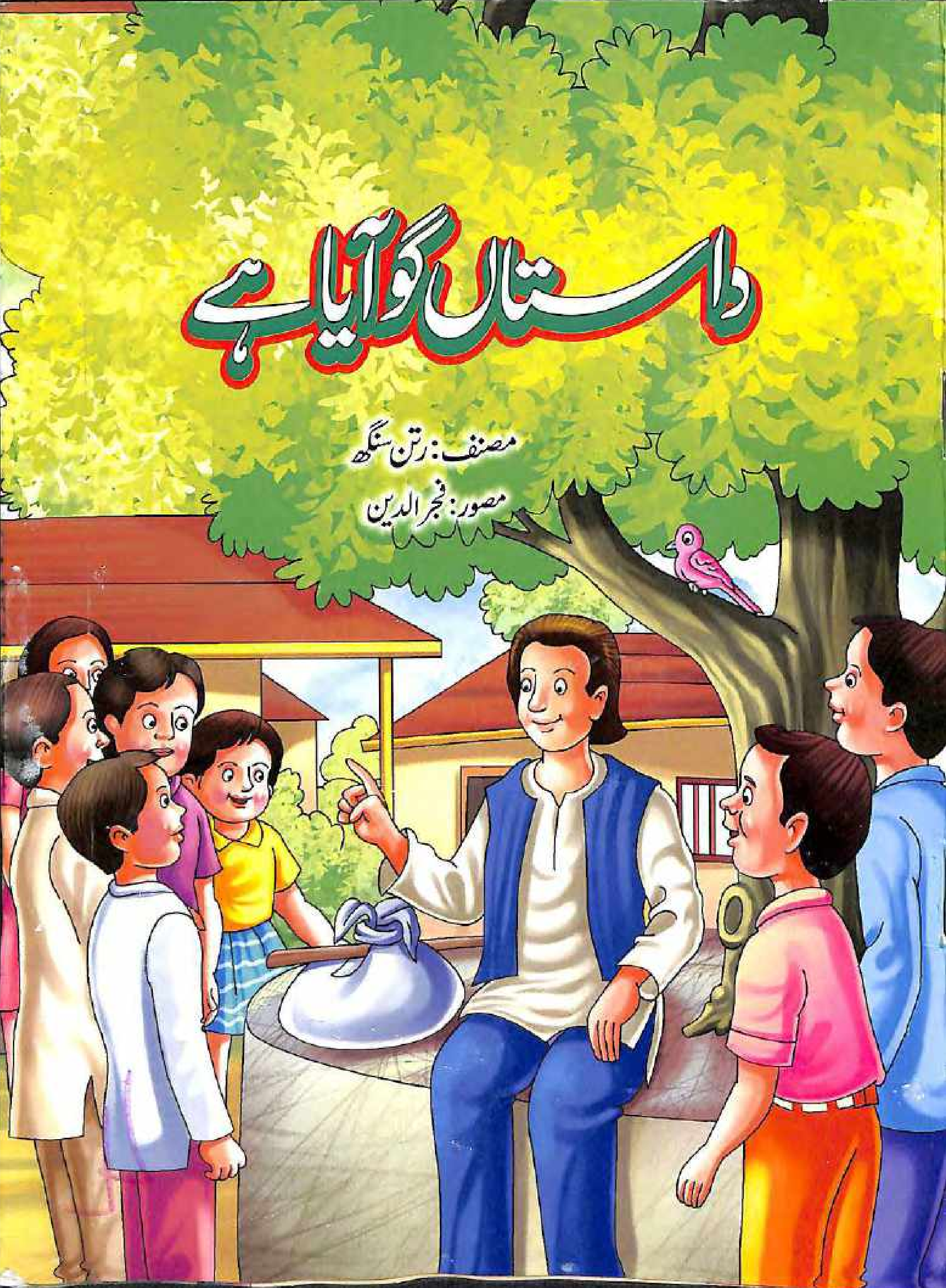

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت : 2016
تعداد : 2000
قیمت : -/25روپے
سلسلۂ مطبوعات : 1915

DASTANGO AAYA HAI

By: Ratan Singh

ISBN:978-93-5160-156-2

ناشر: ڈائریکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی، 110025
فون نمبر:49539000 فیکس:49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک 8، آر کے پورم، نئی دہلی، 110066 فون نمبر:26109746 فیکس:26108159
ای میل:urducouncil@gmail.com ای میل:ncpulsaleunit@gmail.com
ویب سائٹ:www.urducouncil.nic.in
طابع: سلاسارامیجنگ سسٹمس، C-7/5، لارینس روڈ، انڈسٹریل ایریا، نئی دہلی۔110035
اس کتاب کی چھپائی میں 130GSM, Art Paper استعمال کیا گیا ہے۔

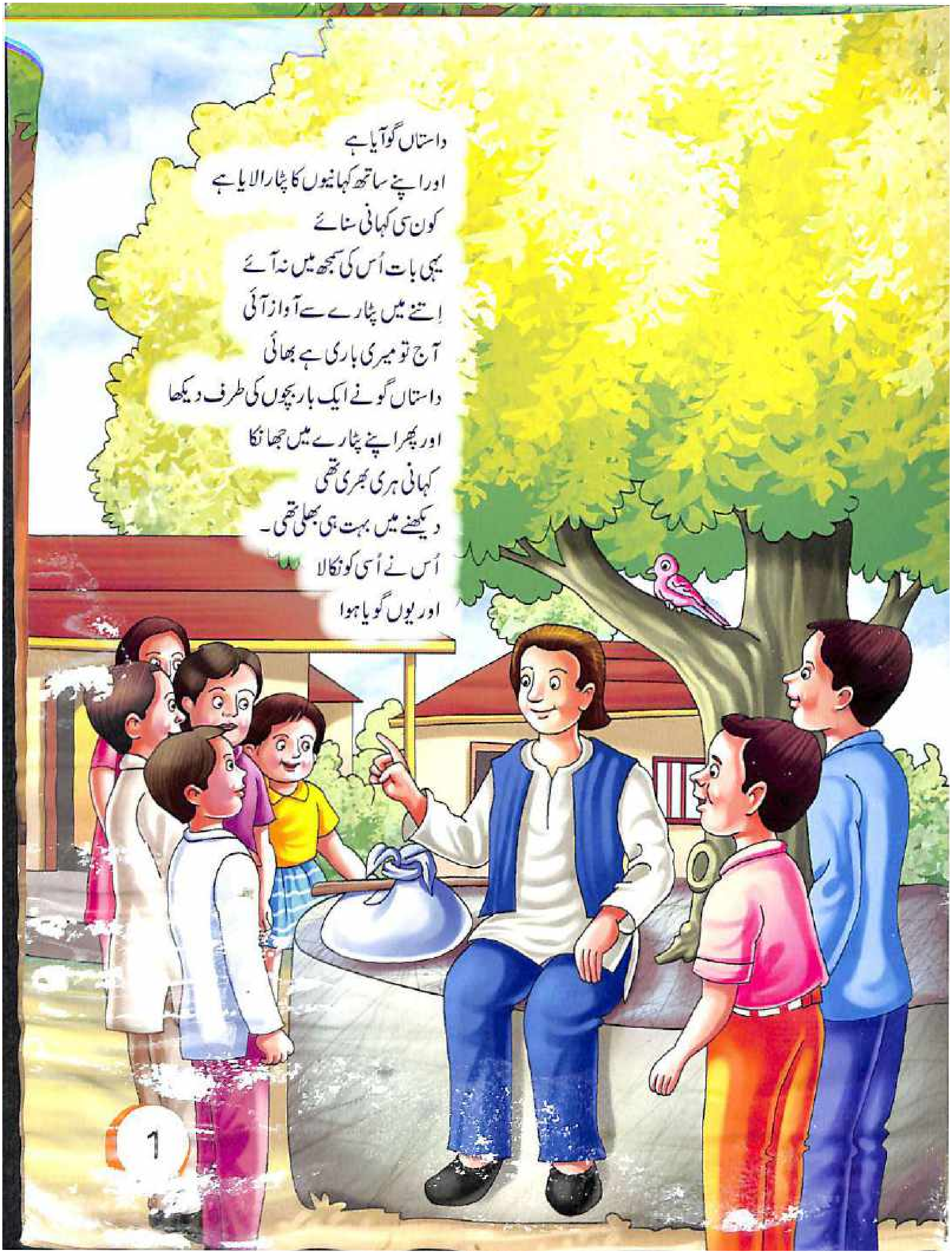

داستاں گوآیا ہے
اور اپنے ساتھ کہانیوں کا پٹارالایا ہے
کون سی کہانی سنائے
یہی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئے
اِتنے میں پٹارے سے آواز آئی
آج تو میری باری ہے بھائی
داستاں گو نے ایک بار بچوں کی طرف دیکھا
اور پھر اپنے پٹارے میں جھانکا
کہانی ہری بھری تھی
دیکھنے میں بہت ہی بھلی تھی۔
اُس نے اُسی کو نکالا
اور یوں گویا ہوا

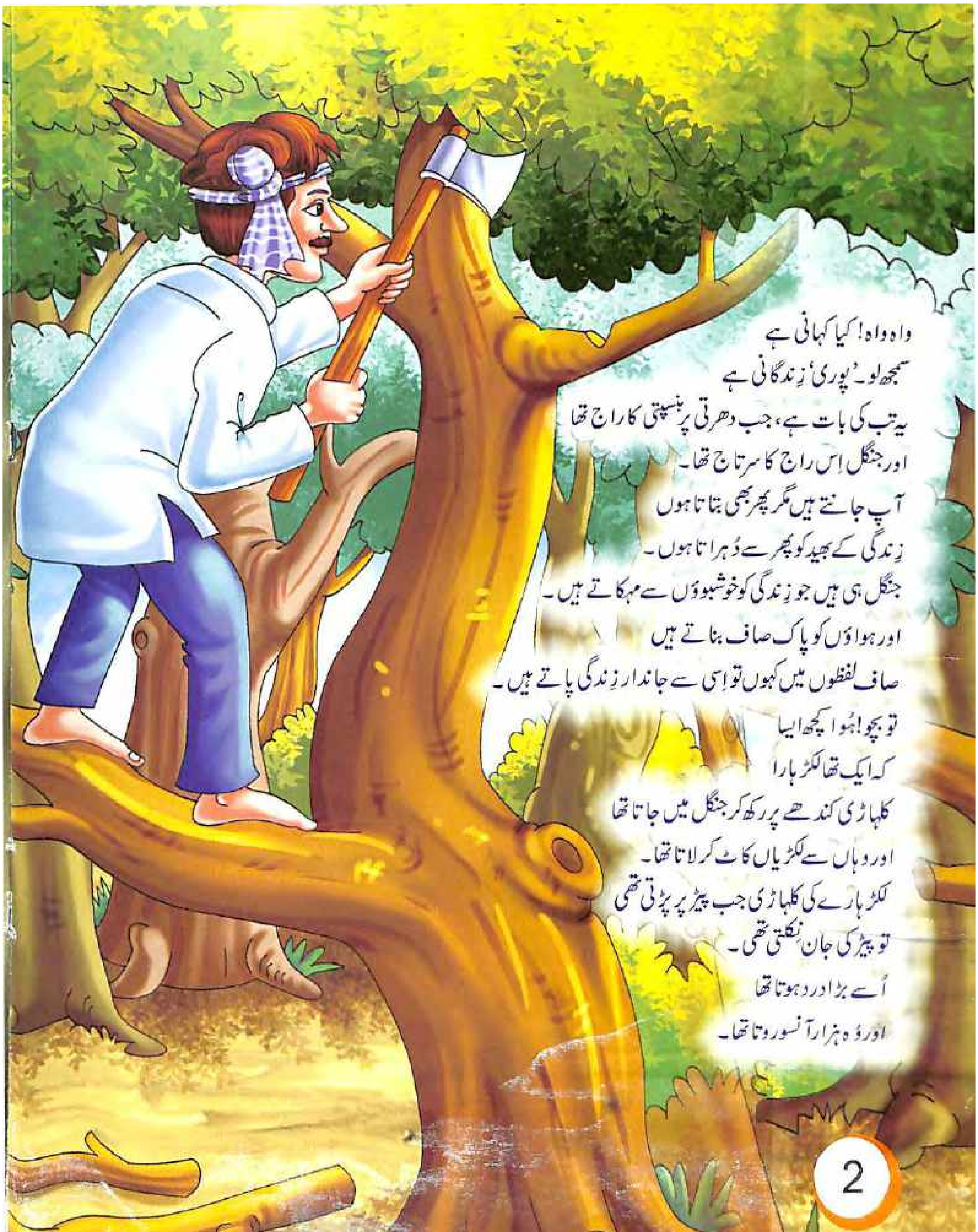

واہ واہ! کیا کہانی ہے
سمجھ لو۔ 'پوری' زِندگانی ہے
یہ تب کی بات ہے، جب دھرتی پر بنسپتی کا راج تھا
اور جنگل اِس راج کا سرتاج تھا۔
آپ جانتے ہیں مگر پھر بھی بتاتا ہوں
زِندگی کے بھید کو پھر سے دُہراتا ہوں۔
جنگل ہی ہیں جو زِندگی کو خوشبوؤں سے مہکاتے ہیں۔
اور ہواؤں کو پاک صاف بناتے ہیں
صاف لفظوں میں کہوں تو اِسی سے جاندار زِندگی پاتے ہیں۔
تو بچو! ہُوا کچھ ایسا
کہ ایک تھا لکڑہارا
کلہاڑی کندھے پر رکھ کر جنگل میں جاتا تھا
اور وہاں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا تھا۔
لکڑہارے کی کلہاڑی جب پیڑ پر پڑتی تھی
تو پیڑ کی جان نکلتی تھی۔
اُسے بڑا درد ہوتا تھا
اور وُہ ہزار آنسو روتا تھا۔

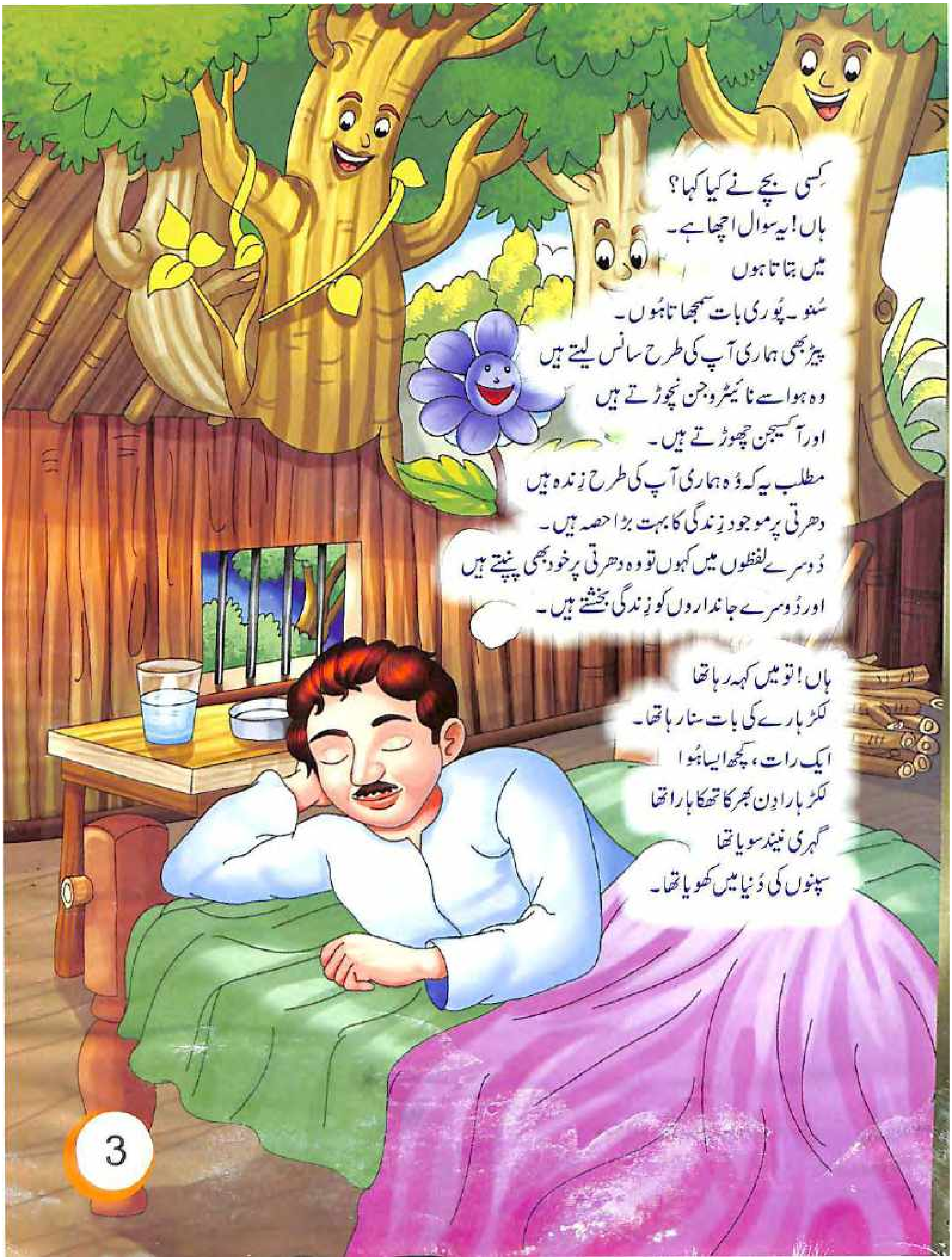
کِسی بچے نے کیا کہا؟
ہاں! یہ سوال اچھا ہے۔
میں بتاتا ہوں
سُنو۔ پُوری بات سمجھاتا ہُوں۔
پیڑ بھی ہماری آپ کی طرح سانس لیتے ہیں
وہ ہوا سے نائیٹروجن نچوڑتے ہیں
اور آکسیجن چھوڑتے ہیں۔
مطلب یہ کہ وُہ ہماری آپ کی طرح زِندہ ہیں
دھرتی پر موجود زِندگی کا بہت بڑا حصہ ہیں۔
دُوسرے لفظوں میں کہوں تو وہ دھرتی پر خود بھی پنپتے ہیں
اور دُوسرے جانداروں کو زِندگی بخشتے ہیں۔
ہاں! تو میں کہہ رہا تھا
لکڑہارے کی بات سنا رہا تھا۔
ایک رات، کچھ ایسا ہُوا
لکڑہارا دِن بھر کا تھکا ہارا تھا
گہری نیند سویا تھا
سپنوں کی دُنیا میں کھویا تھا۔

سپنوں میں آپ جانتے ہیں کہ ایسا اکثر ہوتا ہے
کہ آدمی کسی اور ہی دنیا میں جا پہنچتا ہے
لیکن لکڑہارے کے ساتھ کچھ ایسا ہُوا
سپنے میں بھی وُہ ایک بہت بڑے جنگل میں پہنچ گیا۔
جنگل کیا تھا، ایک پوری دُنیا بسی ہُوئی تھی
لکڑہارا تو اُسے دیکھ کر دیکھتا رہ گیا
یُوں کہہ لیجیے کہ بھونچکا سا ہو گیا۔
کہیں کیکر تھا، کہیں لسوڑھا تھا
کوئی ننھا سا پَودا تھا، کوئی صدیوں بُوڑھا تھا۔

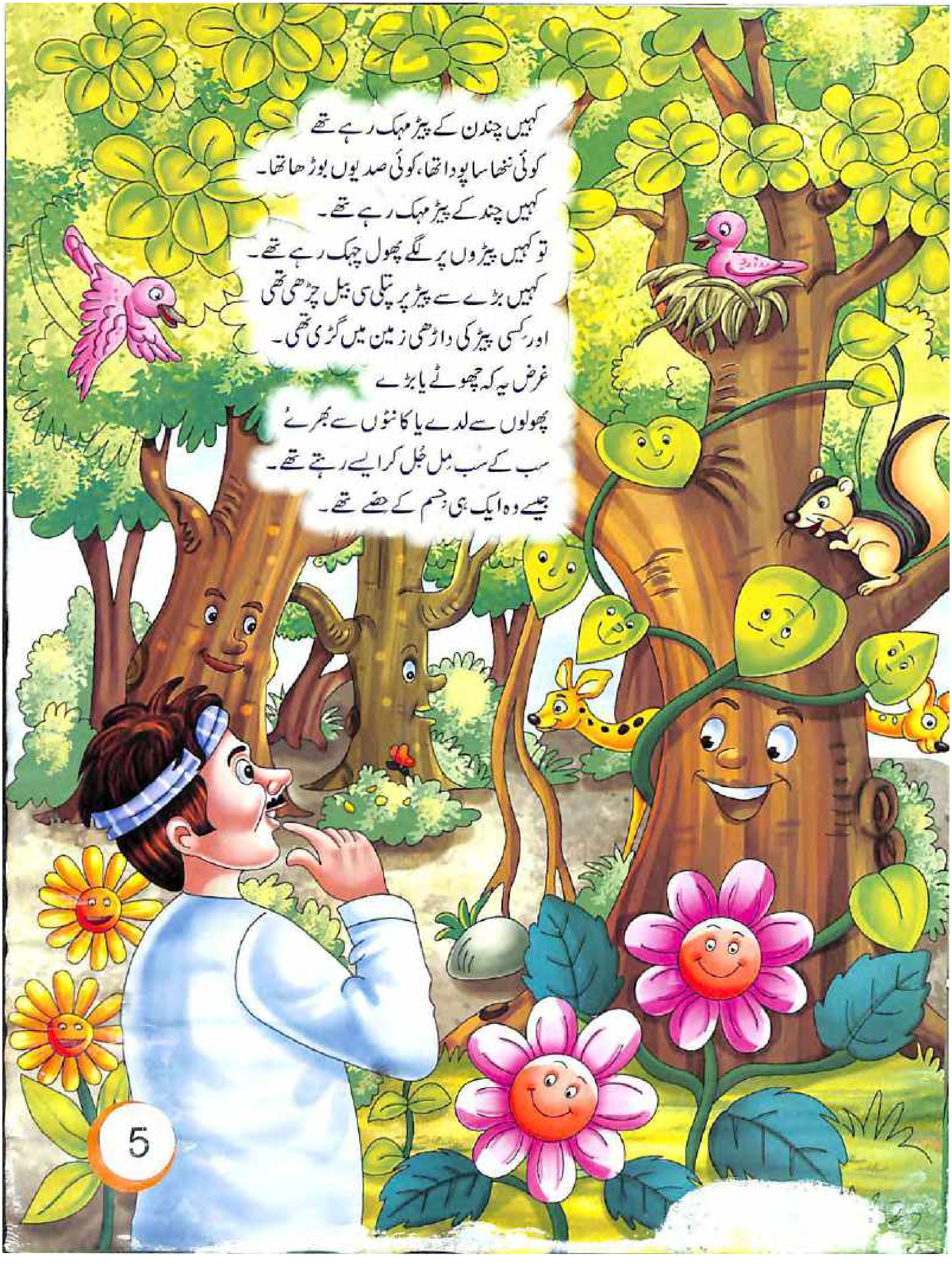

کہیں چندن کے پیڑ مہک رہے تھے
کوئی ننھا سا پودا تھا، کوئی صدیوں بوڑھا تھا۔
کہیں چند کے پیڑ مہک رہے تھے۔
تو کہیں پیڑوں پر لگے پھول چہک رہے تھے۔
کہیں بڑے سے پیڑ پر پتلی سی بیل چڑھی تھی
اور کسی پیڑ کی داڑھی زمین میں گڑی تھی۔
غرض یہ کہ چھوٹے یا بڑے
پھولوں سے لدے یا کانٹوں سے بھرے
سب کے سب مل جُل کر ایسے رہتے تھے۔
جیسے وہ ایک ہی جسم کے حصّے تھے۔

جنگل کیا تھا، زِندگی کا ہنستا ہُوا چہرہ تھا
ہرطرف خوشیوں کا پہرہ تھا۔
کہانی کا لکڑہارا، دیکھ دیکھ کر حیران
بار بار اُس کے مُنہ سے نکلے ۔ یا مولا۔ تیری شان۔
پھر اُس نے سوچا
اور خود کو کہتے سُنا
کہ آدم کی زِندگی میں ایسا کیا ہے

کہیں راستے روشن ہو گئے ہیں اور کہیں اندھیرا
چھا گیا ہے
کوئی سُکھوں کی نیند سوتا ہے اور کوئی دُکھوں کے
اندھیرے میں بھٹک رہا ہے۔

لکڑہارے نے اِتنا تو سوچ لیا۔
مگر اِس کے آگے نہ بڑھ سکا
آخر تو بیچارہ صِرف لکڑہارا تھا
وُہ لکڑی کاٹنے کے تصور میں بھٹک گیا۔
اور اُس نے سوچا
میرے پاس کلہاڑی ہوتی تو ایک بوجھ لکڑی کاٹ لیتا۔

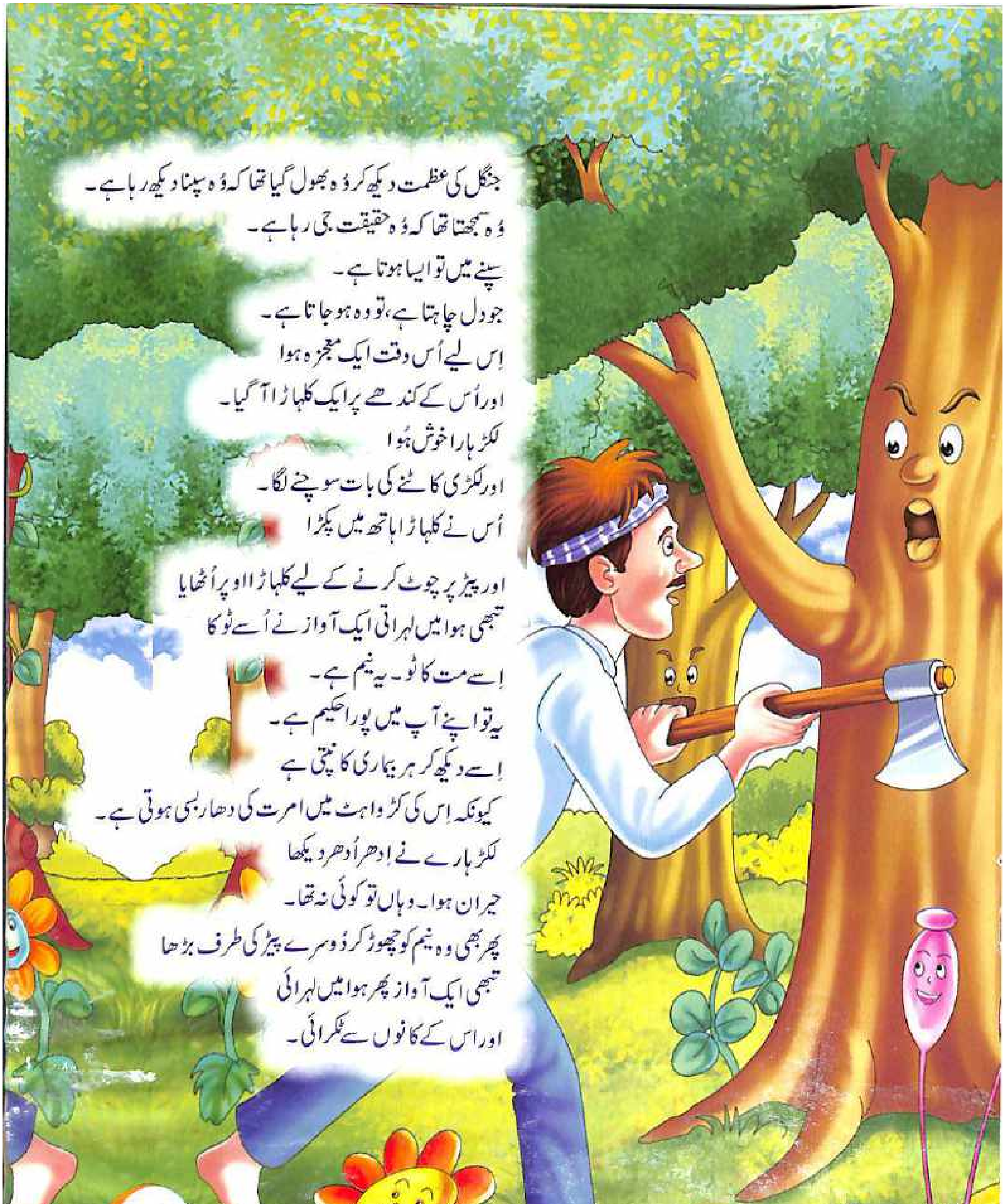

جنگل کی عظمت دیکھ کر وُہ بھول گیا تھا کہ وُہ سپنا دیکھ رہا ہے۔
وُہ سمجھتا تھا کہ وُہ حقیقت جی رہا ہے۔
سپنے میں تو ایسا ہوتا ہے۔
جو دل چاہتا ہے، تو وہ ہو جاتا ہے۔
اِس لیے اُس وقت ایک معجزہ ہوا
اور اُس کے کندھے پر ایک کلہاڑا آ گیا۔
لکڑ ہارا خوش ہُوا
اور لکڑی کاٹنے کی بات سوچنے لگا۔
اُس نے کلہاڑا ہاتھ میں پکڑا
اور پیڑ پر چوٹ کرنے کے لیے کلہاڑا اوپر اُٹھایا
تبھی ہوا میں لہراتی ایک آواز نے اُسے ٹوکا
اِسے مت کاٹو۔ یہ نیم ہے۔
یہ تو اپنے آپ میں پورا حکیم ہے۔
اِسے دیکھ کر ہر بیماری کانپتی ہے
کیونکہ اِس کی کڑواہٹ میں امرت کی دھار بسی ہوتی ہے۔
لکڑ ہارے نے اِدھر اُدھر دیکھا
حیران ہوا۔ وہاں تو کوئی نہ تھا۔
پھر بھی وہ نیم کو چھوڑ کر دُوسرے پیڑ کی طرف بڑھا
تبھی ایک آواز پھر ہوا میں لہرائی
اور اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

یہ پیپل ہے۔ آگے نہ بڑھو۔ ٹھہر جاؤ
اپنے راستے میں کانٹے نہ پھیلاؤ۔
اِسے بچا کر، زندگی کو بچاؤ۔
اِس کی جڑ، چھال، پتے، بیج، کن کن دوا ہے
اسی لیے لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیڑ نہیں۔ دیوتا ہے۔

اِس طرح لکڑ ہارا، جدھر بھی قدم بڑھائے۔
تبھی ہوا میں لہراتی ہوئی آواز آئے
ہر پیڑ کے گن گنوائے
اور اُسے کاٹنے سے ٹوکتی جائے۔
ہوتے ہوتے لکڑ ہارے کے سامنے ایک سُوکھا پیڑ پڑا۔
تو وہ زمین پر مٹی کے ساتھ مٹی ہوتا جا رہا تھا۔

اُس نے سوچا اِسے کاٹنے سے اُسے کوئی نہیں روکے گا
اور وُہ کلہاڑا ہاتھ میں لیے آگے بڑھا
لیکن پھر وہی آواز پھر سے آئی
اور لکڑ ہارے کو ایک نئی بات بتائی۔
پیڑ مر کر بھی پیڑوں کا بھلا کرتے ہیں
وُہ مٹی سے مٹی ہو کر اُن کے لیے کھاد بن جاتے ہیں
یہ سُوکھی سڑی لکڑی، دُوسروں کے لیے زندگی بن جائے گی۔
اور خود بھی پتے پتے میں ہری بھری ہو کر لہرائے گی۔

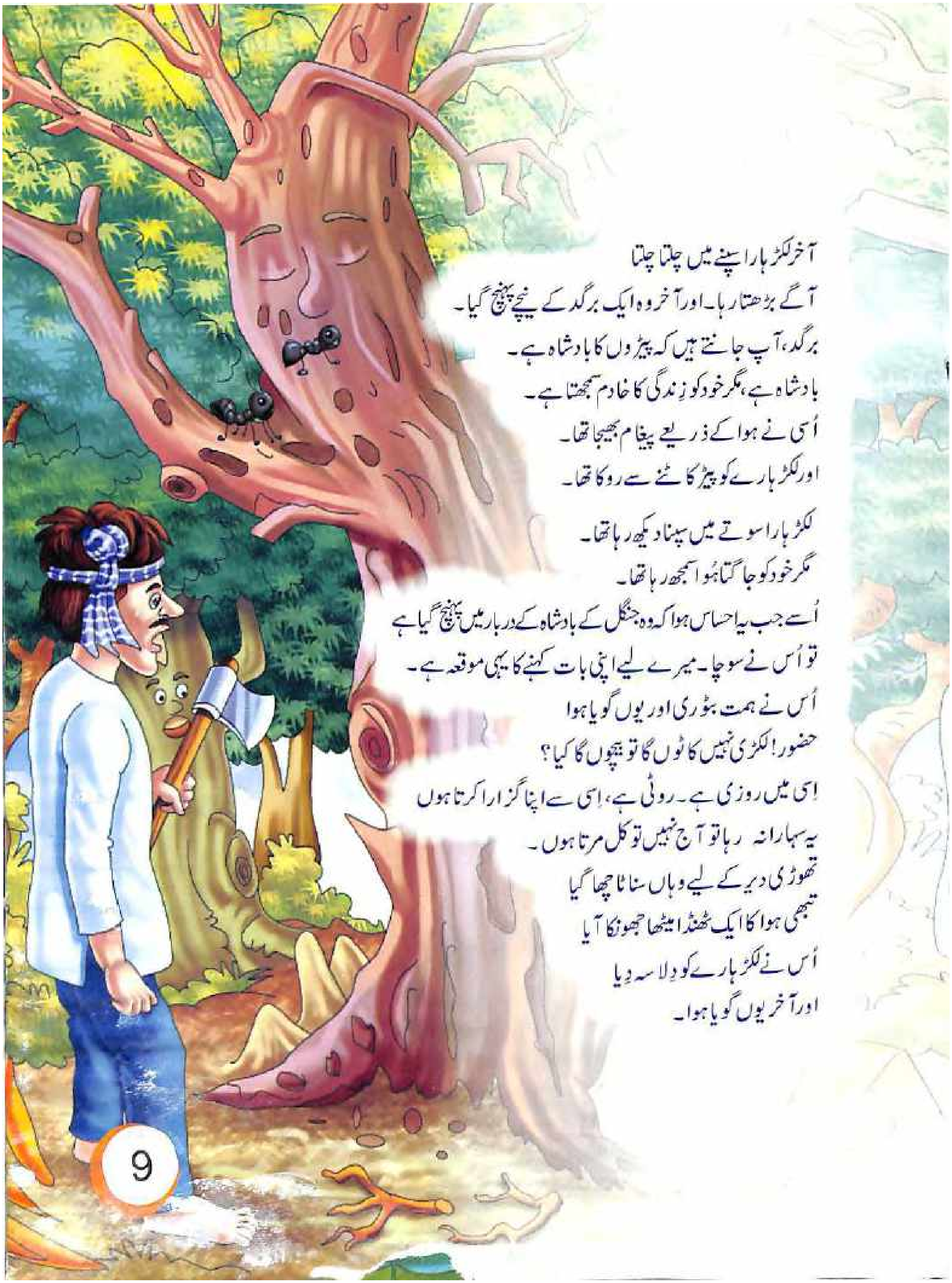

آخر لکڑ ہارا سپنے میں چلتا چلتا
آگے بڑھتا رہا۔ اور آخر وہ ایک برگد کے نیچے پہنچ گیا۔
برگد، آپ جانتے ہیں کہ پیڑوں کا بادشاہ ہے۔
بادشاہ ہے، مگر خود کو زِندگی کا خادم سمجھتا ہے۔
اُسی نے ہوا کے ذریعے پیغام بھیجا تھا۔
اور لکڑ ہارے کو پیڑ کاٹنے سے روکا تھا۔

لکڑ ہارا سوتے میں سپنا دیکھ رہا تھا۔
مگر خود کو جاگتا ہُوا سمجھ رہا تھا۔
اُسے جب یہ احساس ہوا کہ وہ جنگل کے بادشاہ کے دربار میں پہنچ گیا ہے
تو اُس نے سوچا۔ میرے لیے اپنی بات کہنے کا یہی موقعہ ہے۔
اُس نے ہمت بٹوری اور یوں گویا ہوا
حضور! لکڑی نہیں کاٹوں گا تو بیچوں گا کیا؟
اِسی میں روزی ہے۔ روٹی ہے، اِسی سے اپنا گزارا کرتا ہوں
یہ سہارا نہ رہا تو آج نہیں تو کل مرتا ہوں۔
تھوڑی دیر کے لیے وہاں سناٹا چھا گیا
تبھی ہوا کا ایک ٹھنڈا میٹھا جھونکا آیا
اُس نے لکڑ ہارے کو دِلاسہ دِیا
اور آخر یوں گویا ہوا۔

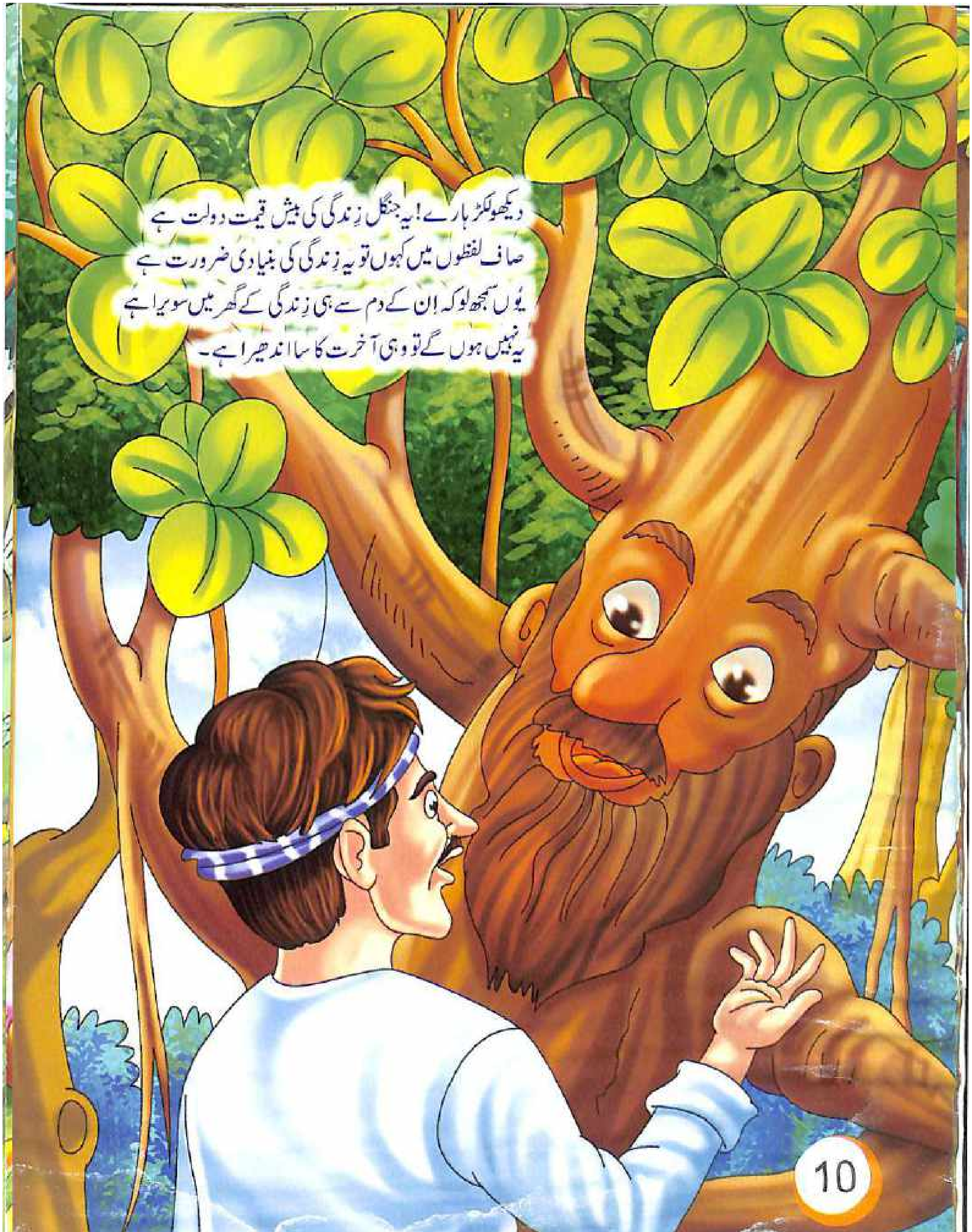
دیکھو لکڑ ہارے! یہ جنگل زِندگی کی بیش قیمت دولت ہے
صاف لفظوں میں کہوں تو یہ زِندگی کی بنیادی ضرورت ہے
یُوں سمجھ لو کہ اِن کے دم سے ہی زِندگی کے گھر میں سویرا ہے
یہ نہیں ہوں گے تو وہی آخرت کا سا اندھیرا ہے۔

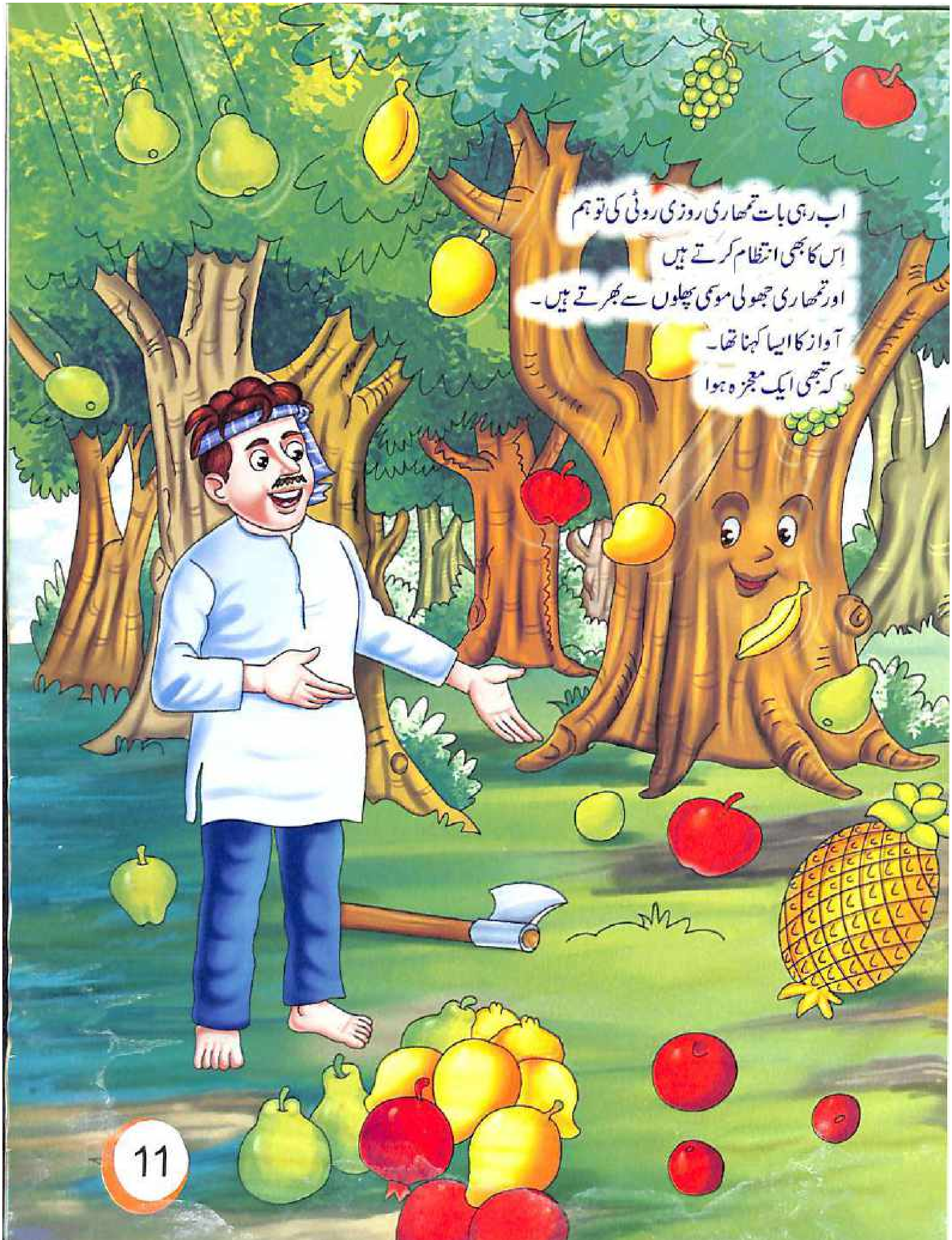
اب رہی بات تمھاری روزی روٹی کی تو ہم
اِس کا بھی انتظام کرتے ہیں
اور تمھاری جھولی موسمی پھلوں سے بھرتے ہیں۔
آواز کا ایسا کہنا تھا۔
کہ تبھی ایک معجزہ ہوا
11

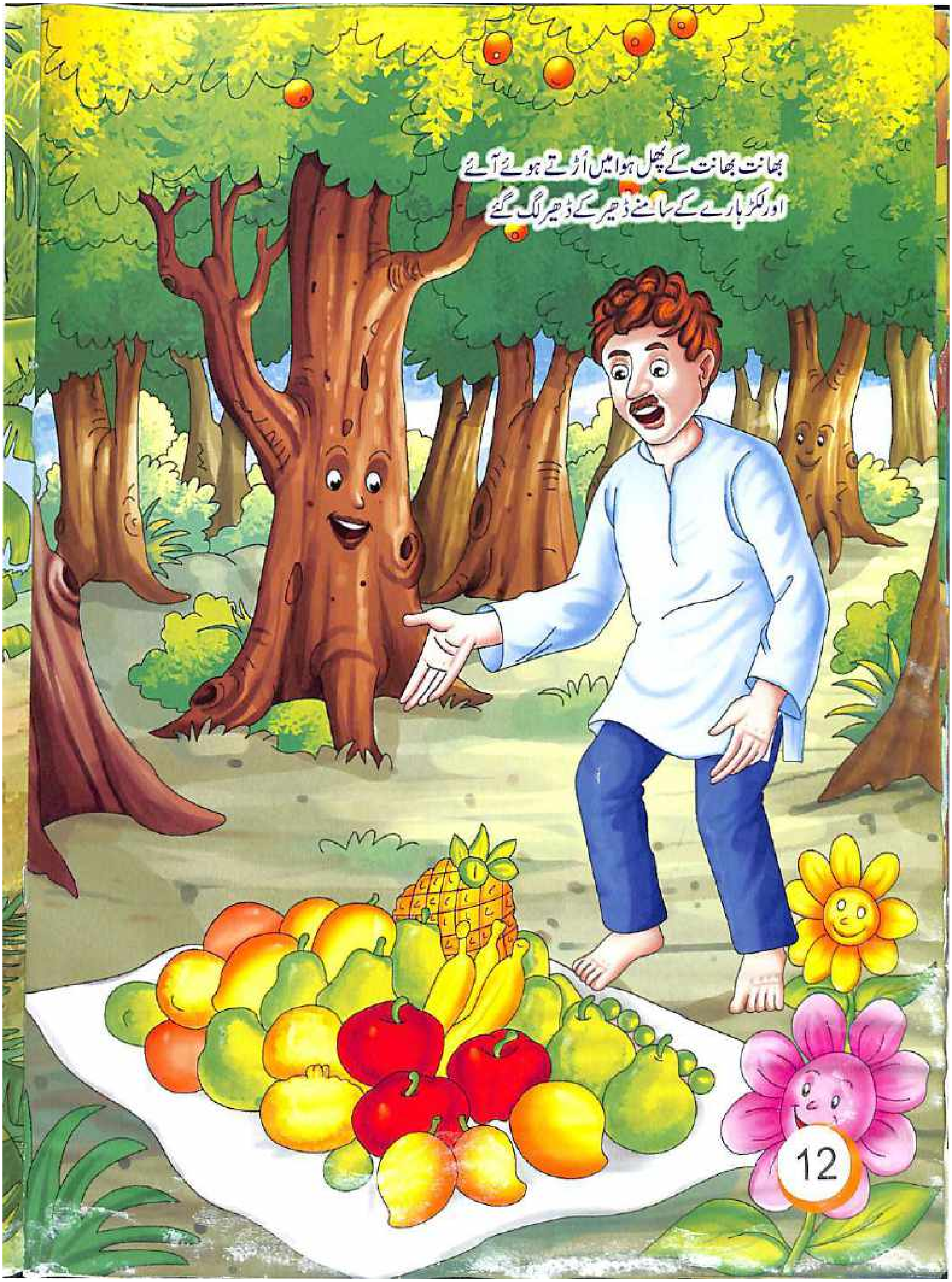
بھانت بھانت کے پھل ہوا میں اُڑتے ہوئے آئے
اور لکڑہارے کے سامنے ڈھیر کے ڈھیر لگ گئے

پھلوں کا بھاری گٹھڑ اُٹھائے لکڑ ہارا گھر کی طرف جا رہا تھا
تو اُس کا سپنا ٹوٹ گیا۔
کہتے ہیں کہ اب لکڑ ہارے کے گھر میں زِندگی کی بڑی رحمت ہے
یوں کہیے کہ اب برکت ہی برکت ہے۔

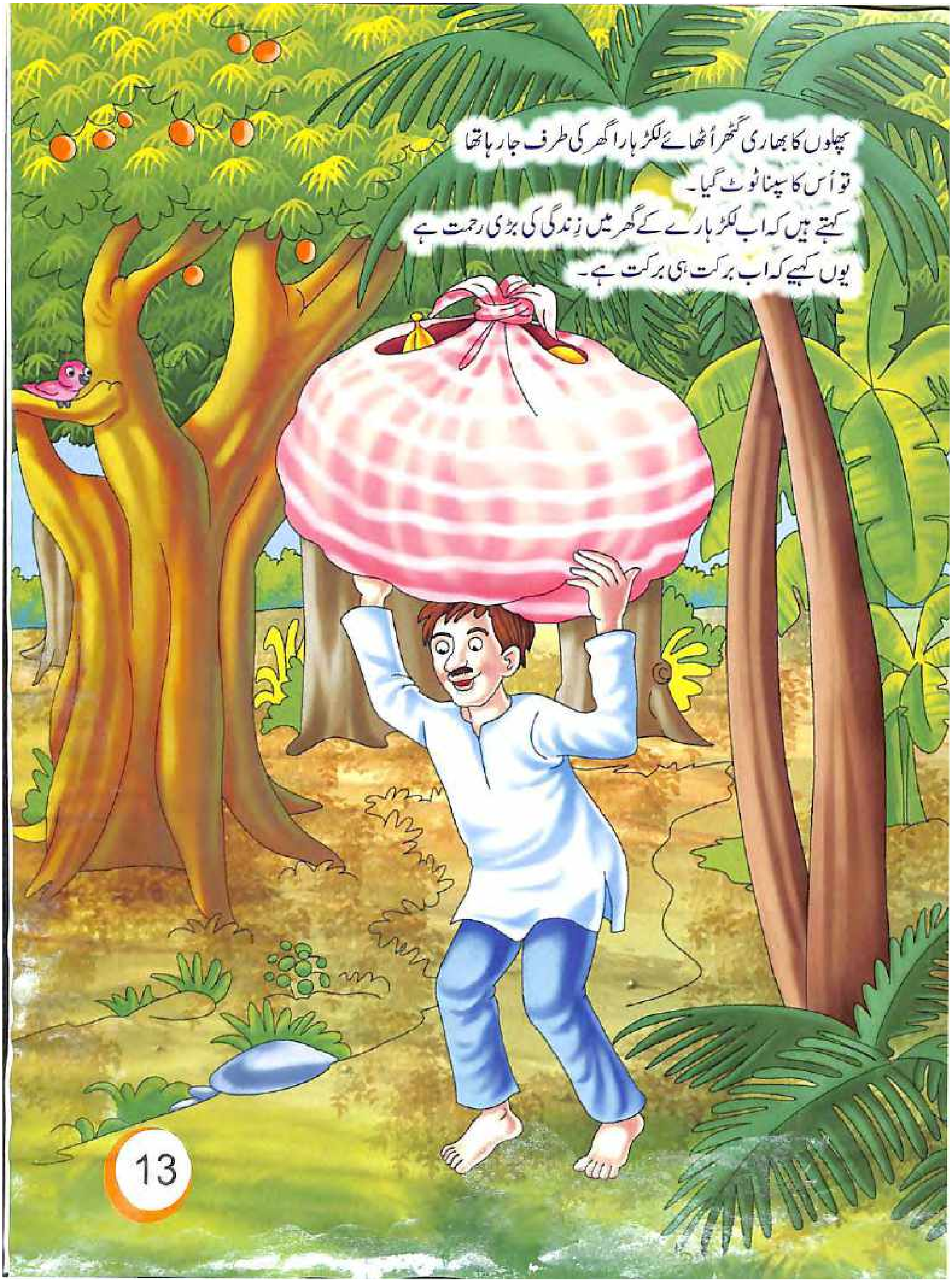

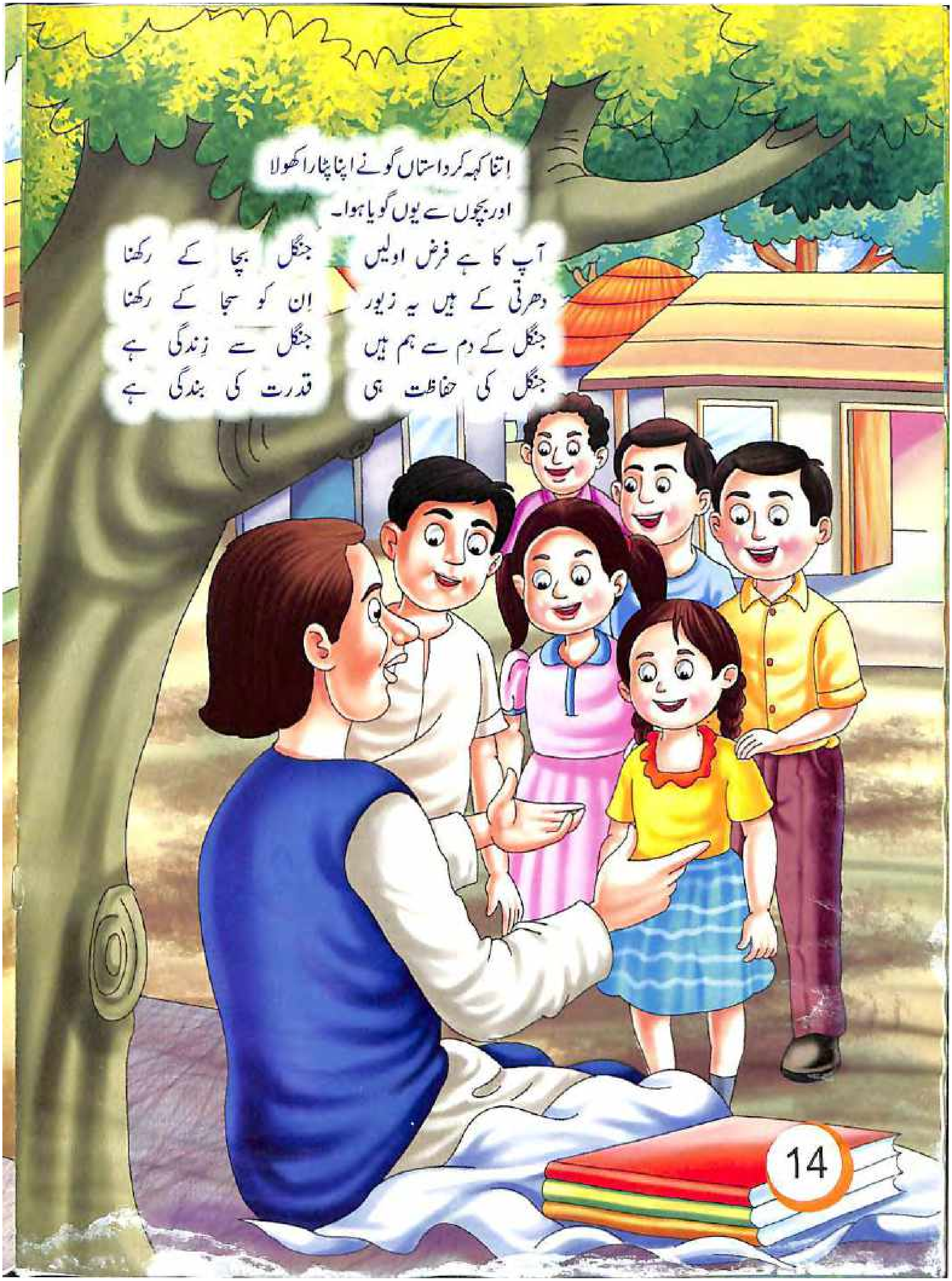
اِتنا کہہ کر داستاں گو نے اپنا پٹارا کھولا
اور بچوں سے یوں گویا ہوا۔
آپ کا ہے فرض اولیں جنگل بچا کے رکھنا
دھرتی کے ہیں یہ زیور اِن کو سجا کے رکھنا
جنگل کے دم سے ہم ہیں جنگل سے زِندگی ہے
جنگل کی حفاظت ہی قدرت کی بندگی ہے

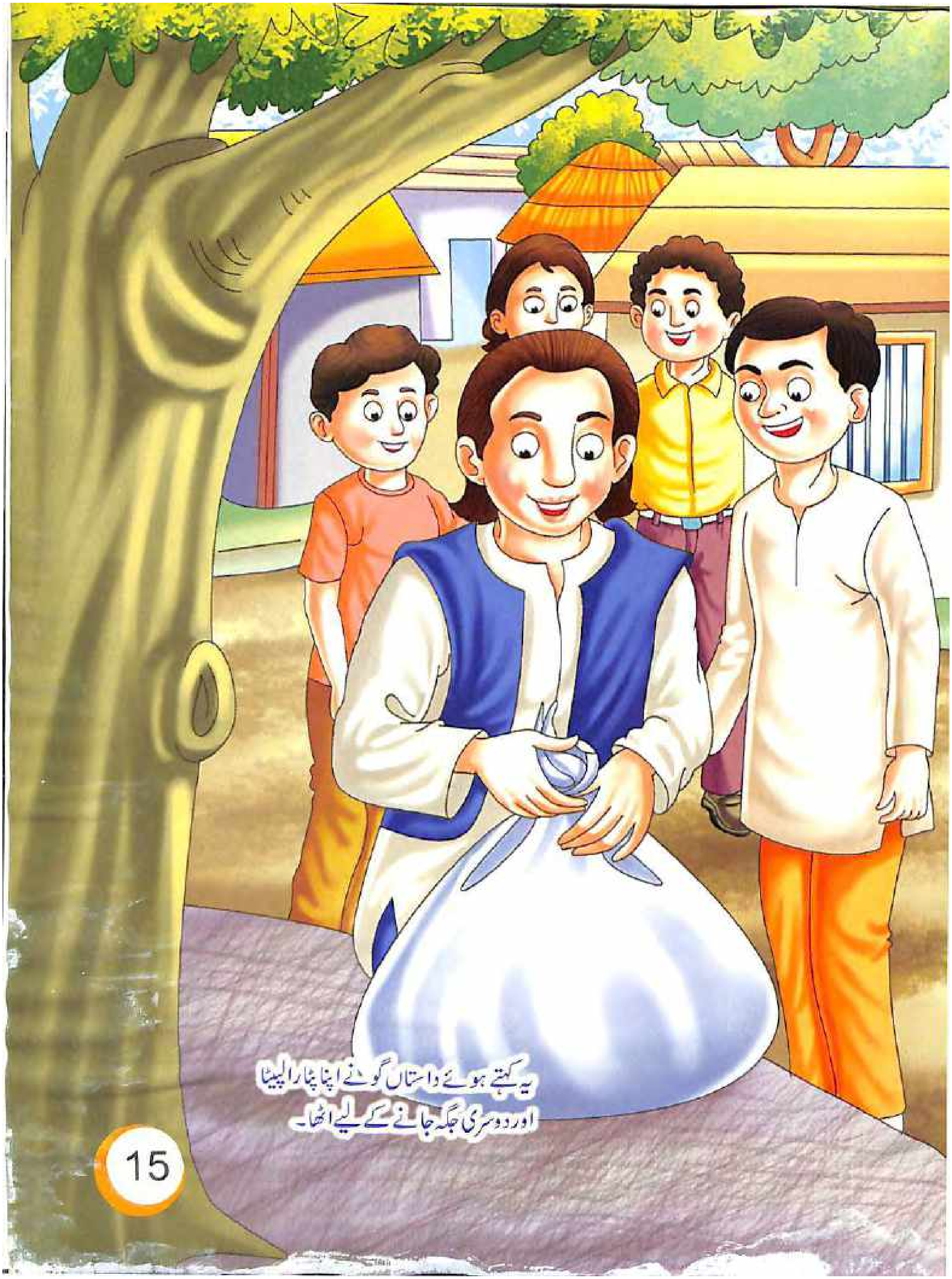
یہ کہتے ہوئے داستاں گو نے اپنا پٹارا لپیٹا
اور دوسری جگہ جانے کے لیے اٹھا۔

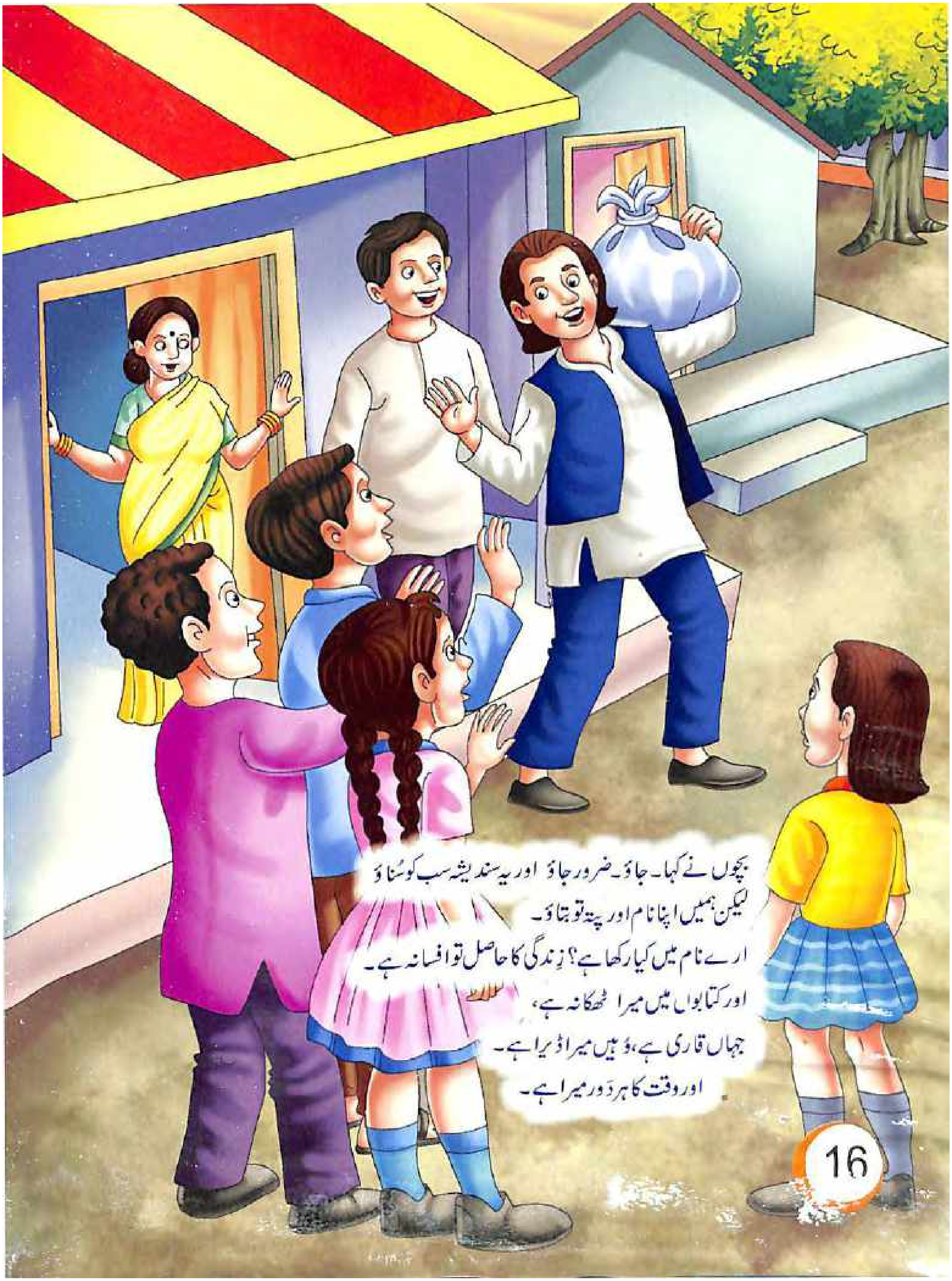
بچوں نے کہا۔ جاؤ۔ ضرور جاؤ اور یہ سندیشہ سب کو سُناؤ
لیکن ہمیں اپنا نام اور پتہ تو بتاؤ۔
ارے نام میں کیا رکھا ہے؟ زِندگی کا حاصل تو افسانہ ہے۔
اور کتابوں میں میرا ٹھکانہ ہے،
جہاں قاری ہے، وُہیں میرا ڈیرا ہے۔
اور وقت کا ہر دَور میرا ہے۔

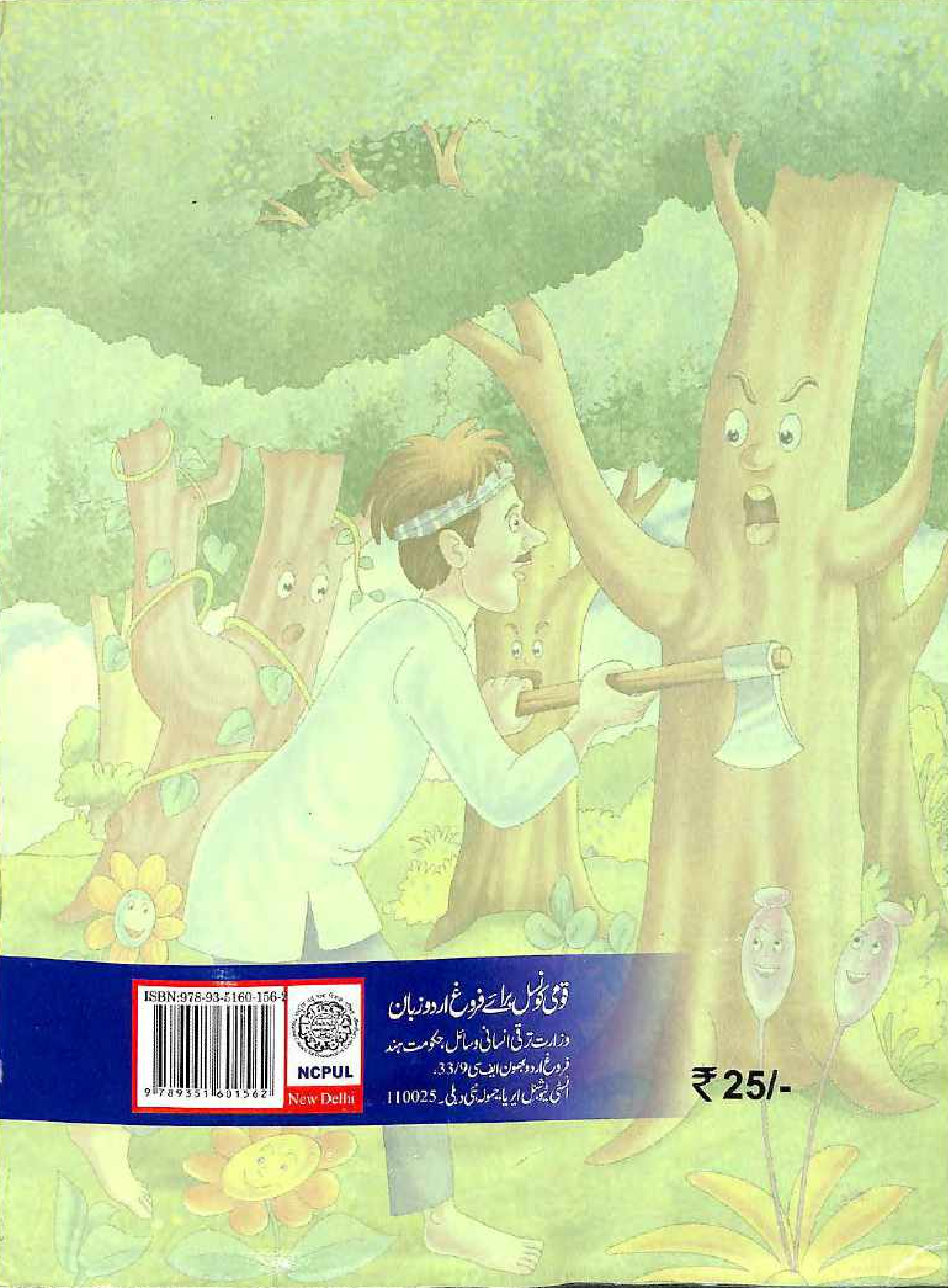

ISBN:978-93-5160-156-2

9789351601562

NCPUL

New Delhi

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون ایف سی 33/9،

انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔ 110025

₹ 25/-